باب 5

سلطنتوں کا عروج
(The Rise of Empires)

عوام کے بغیر کوئی ملک نہیں بن سکتا اور ملک کے بغیر کسی حکومت کا تصور ممکن نہیں۔

—'ارتھ شاستر' از کوٹلیہ

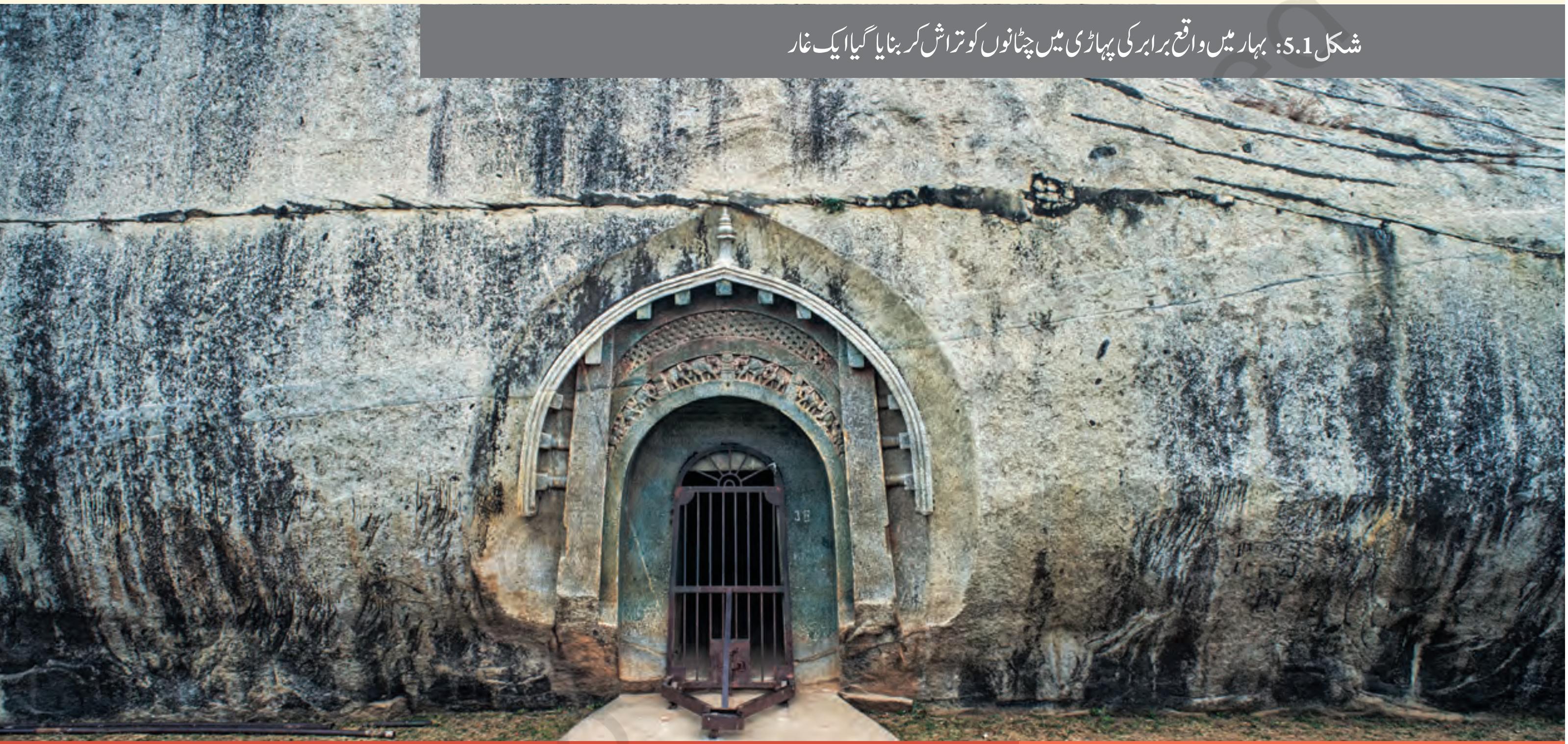

شکل 5.1: بہار میں واقع برابر کی پہاڑی میں چٹانوں کو تراش کر بنایا گیا ایک غار

اہم سوالات

1. سلطنت کیا ہے؟
2. سلطنتوں کا عروج کیسے ہوا اور انھوں نے ہندوستانی تہذیب کو کس طرح شکل عطا کی؟
3. مملکتوں سے سلطنتوں تک کی تبدیلی میں کون سے عوامل مددگار بنے؟
4. چھٹی سے دوسری صدی ق م میں زندگی کیسی تھی؟

4781CH05

شکل 5.2 : پاٹلی پتر (موجودہ پٹنہ کے قریب واقع قدیم شہر) کی ایک فن کارانہ عکاسی

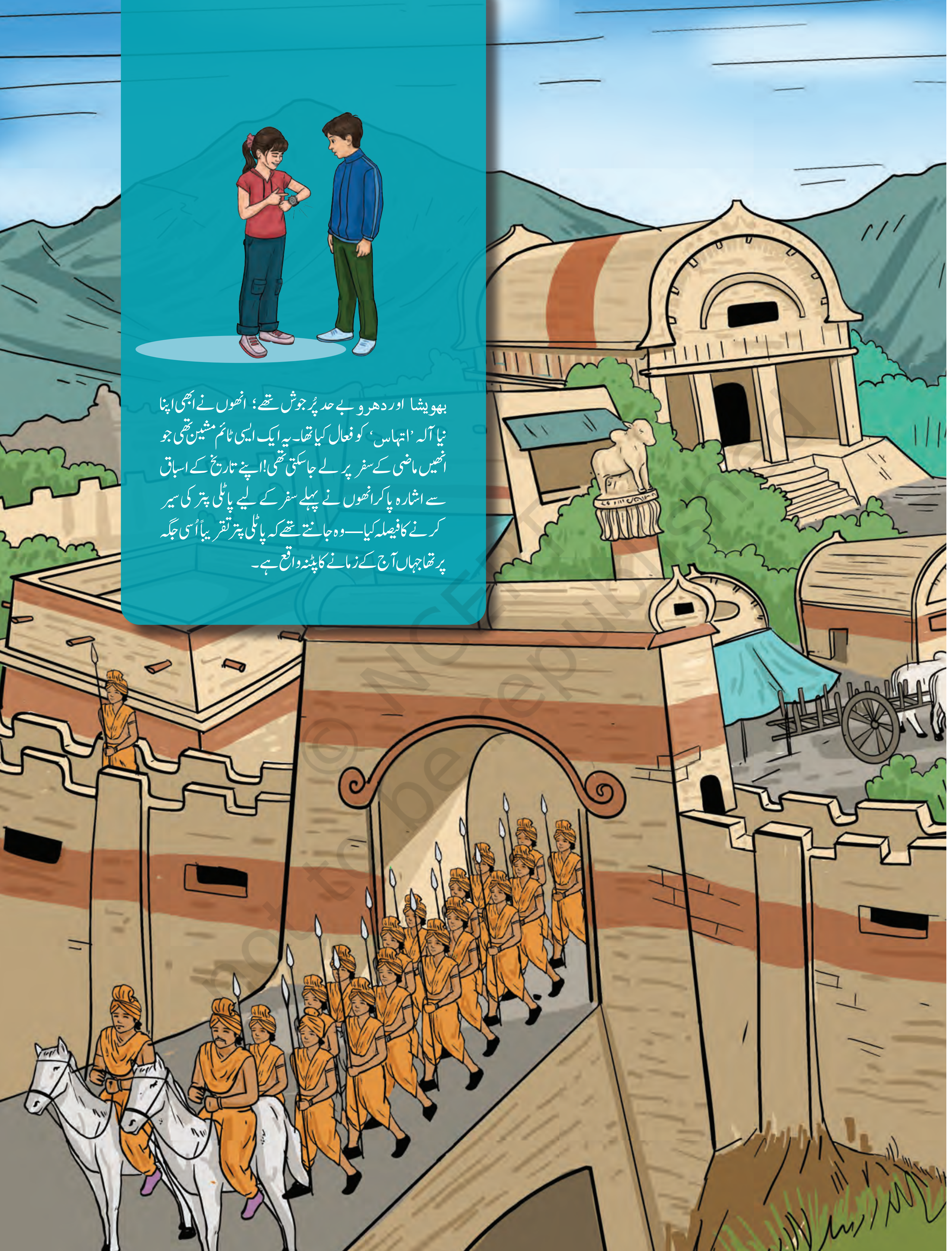

بھویشا اور دھرو بے حد پُر جوش تھے؛ انھوں نے ابھی اپنا نیا آلہ 'اتہاس' کو فعال کیا تھا۔ یہ ایک ایسی ٹائم مشین تھی جو انھیں ماضی کے سفر پر لے جا سکتی تھی! اپنے تاریخ کے اسباق سے اشارہ پا کر انھوں نے پہلے سفر کے لیے پاٹلی پتر کی سیر کرنے کا فیصلہ کیا — وہ جانتے تھے کہ پاٹلی پتر تقریباً اُسی جگہ پر تھا جہاں آج کے زمانے کا پٹنہ واقع ہے۔

© NCERT not to be republished

اس عظیم شہر کے مضافات میں اترتے ہی، وہ ابھی ذرا چکرائے ہوئے تھے کہ انھوں نے گھوڑے پر سوار عجیب سے کپڑے پہنے ہوئے ایک لڑکی کو کسی شخص سے بات کرتے دیکھا۔ جب وہ چلا گیا تو وہ لڑکی اُن کی طرف مڑی اور اُن دونوں نے اس سے اس کا نام پوچھا۔

”میرا نام ایرا ہے— میں کانہاد اس لوہار کی بیٹی ہوں، تم دونوں کا پاٹلی پتر میں خیر مقدم ہے!“

”تم سے مل کر خوشی ہوئی، ایرا۔ ہم دونوں بھویشا اور دھرو ہیں۔“

”ہشش، اپنی آواز دھیمی رکھو! کیا اُن سپاہیوں کو گزرتے ہوئے دیکھ رہے ہو؟ وہ ایک پڑوسی ملک کے خلاف لڑنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں جو ہمیں پریشان کرتا رہا ہے۔ ہمارا راجا ممکنہ حد تک جنگ کرنے سے بچتا ہے لیکن ضرورت پڑنے پر وہ اپنی رعایا کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ان کے پاس جو تلواریں ہیں، ان میں سے اکثر میرے والد نے تیار کی ہیں اور میرے چچا اس گروہ کے سپاہیوں میں سے ہیں۔ میں بس اُنھیں رخصت ہی کرنے آئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کب واپس آئیں گے۔“

(مجمع سپاہیوں کے شاندار جلوس کو دیکھ رہا ہے جو شہر سے نکل کر مضبوط اُٹھواں پل کو عبور کر رہا ہے۔ کچھ سپاہی گھوڑے پر سوار ہیں اور فوج کا سردار ہاتھی پر ہے، تبھی تینوں بچے شہر میں داخل ہونے کے لیے اُسی اُٹھواں پل کو پار کرتے ہیں۔)

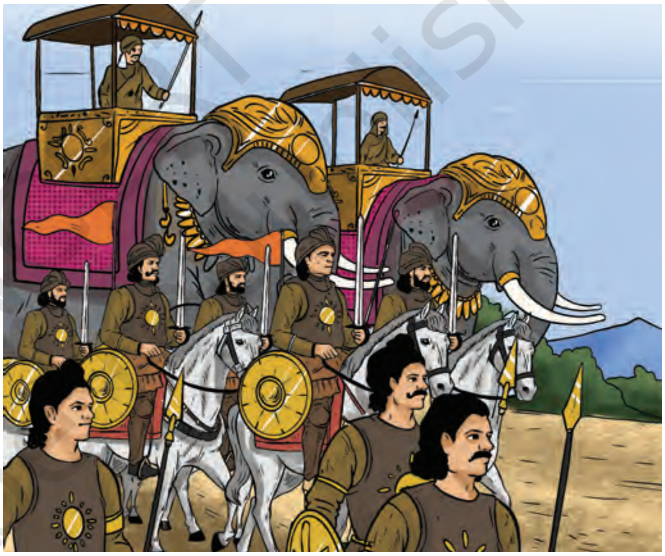

شکل 5.3

بھویشا نے پوچھا، ”یہ کس طرح کا پل ہے اور کیا اس کے نیچے کوئی ندی بھی ہے؟“

”ایرا نے وضاحت کی، ”یہ پل ہمیں محفوظ رکھتا ہے۔ جب بھی شہر پر حملے کا خطرہ ہوتا ہے تو اسے اٹھا دیا جاتا ہے۔ اور سنو، اس کے نیچے کوئی ندی نہیں ہے بلکہ یہ ایک خندق ہے۔ جب اس اُٹھواں پل کو اوپر اٹھا دیا جاتا ہے تو اس سے قلعے کے قریب پہنچنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ کیا تم دور کی اُن پہاڑیوں اور جنگلوں کو دیکھ سکتے ہو؟ وہ ہمیں لکڑی، جڑی بوٹیاں اور کئی دیگر قیمتی وسائل فراہم کرتے ہیں۔ فوج کے لیے ہاتھی بھی انہی جنگلوں سے پکڑ کر سدھائے جاتے ہیں۔“

دُھرو نے پوچھا، ”اُس پہاڑی میں کھلا ہوا دہانہ کیا ہے؟“۔

”وہ ایک غار ہے۔ ہمارا راجا بھکشوؤں کے ایک گروہ کے لیے اُسے کھدوا رہا ہے۔ جب وہ مکمل ہو جائے گا، تو اُمید ہے کہ ہم اُسے دیکھنے جا سکیں گے!“

(پاٹلی پتر میں آگے بڑھتے ہوئے انھوں نے شہر کی شان وشوکت کو حیرت واستعجاب سے دیکھا۔اونچی لکڑی کی فصیلوں پر نگرانی کے برج، شاندار محلات اور عمارتیں اور بارونق بازار۔ایرا نے ایک پُرہجوم بازار کی طرف اشارہ کیا، جہاں مختلف ملکوں کے تاجروں کی بھرمار تھی۔)

”جانے سے پہلے تم یہاں کا صدر بازار ضرور دیکھنا! ہمارا راجا دنیا بھر کے سیاحوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔یہاں تمھیں چین کا ریشم ملے گا، جنوبی ہند کے مسالے اور جواہرات، مختلف علاقوں کے نفیس کپڑے سبھی کچھ یہاں ملیں گے۔ایسی کوئی چیز نہیں جو تمھیں پاٹلی پتر میں نہ ملے!“

دھرو نے پوچھا، ”وہ لوگ وہاں پر کیا کر رہے ہیں؟“۔

”اوہ! یہ پیشہ ور کرتب باز ہیں۔یہ انسانی اہرام بناتے ہیں، گاتے اور ناچتے ہیں یا لوگوں کا دل بہلانے کے لیے مختصر ناٹک کھیلتے ہیں بعض اوقات وہ راجا کے سامنے بھی اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔“

بھویشا نے کہا، ”تمھارا راجا بہت طاقت ور لگتا ہے۔کیا صرف پاٹلی پتر کے اطراف کے علاقے پر ہی اُس کی حکومت ہے؟“

ایرا نے فخر سے جواب دیا، ”اُس سے کہیں زیادہ! وہ ایک وسیع علاقے پر حکومت کرتا ہے۔جو اس شہر سے بہت دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔اُس کا اقتدار بہت سے قریوں، قصبوں اور مملکتوں پر محیط ہے۔میرے چچا نے مجھے بتایا کہ اس کے علاقے کی سرحدوں تک پہنچنے میں گھوڑے پر سوار ہو کر تقریباً دو ماہ سفر کرنا پڑتا ہے!“

”یہ تو کسی مملکت سے کہیں زیادہ بڑا لگتا ہے۔۔۔تم اُسے کیا کہتی ہو؟“

ایرا نے فخریہ لہجے میں کہا، ”اسے سلطنت کہتے ہیں۔“

سلطنت کیا ہے؟ (What is an Empire)

لفظ 'امپائر' (Empire) یعنی سلطنت لاطینی لفظ 'امپیریم' (Imperium) سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے 'اعلیٰ ترین اقتدار'۔آسان الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ سلطنت نسبتاً چھوٹی مملکتوں یا علاقوں کا مجموعہ ہے جس پر کوئی طاقت ور حکمراں یا حکمرانوں کا ایک گروہ اپنی بالادستی قائم کرتا ہے۔اکثر یہ بالادستی چھوٹی مملکتوں کے خلاف فوج کشی کر کے قائم کی جاتی ہے۔پھر بھی چھوٹی ریاستوں کے اپنے مقامی حکمراں تو باقی رہتے تھے لیکن وہ سب خراج گزار (Tributaries) بن کر رہتے تھے اور شہنشاہ پورے زیر اقتدار علاقے پر اپنی راجدھانی سے حکومت کرتا تھا۔راجدھانی عموماً اقتصادی اور انتظامی طاقت کا بڑا مرکز ہوتی تھی۔

قدیم سنسکرت متون میں شہنشاہ (Emperor) کے لیے استعمال ہونے والے کئی الفاظ ملتے ہیں جیسے، 'سمراج' بمعنی 'سب کا آقا'، یا 'عظیم ترین حکمراں'؛ 'ادھیراج'، یعنی 'حاکم بالا'؛ اور 'راجا دھیراج' یعنی 'راجاؤں کا راجا'۔

خراج گزار (Tributary):

ہمارے سیاق میں خراج گزار سے مراد وہ حکمراں یا ریاست ہے جس نے کسی شہنشاہ کی بالادستی قبول کی ہو اور جو شکست، وفاداری اور احترام کی علامت کے طور پر خراج یعنی پیسہ، سونا (یا دیگر قیمتی دھاتیں)، اناج، مویشی، ہاتھی یا اپنی مملکت میں پیدا ہونے والی دیگر قیمتی اشیا پیش کرتے ہیں۔خراج گزار کی حیثیت کو بعض اوقات تابع اسامی (Vassal) بھی کہا جاتا ہے اور اس مفہوم کو ادا کرنے کا ایک اور طریقہ یہ کہنا ہے کہ خراج گزار اور تابع اسامی مملکتوں نے شہنشاہ کی بالادستی کو تسلیم کیا ہے۔

© NCERT not to be republished

ہندوستانی تاریخ سلطنتوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ ابھرتی تھیں، پھیلتی تھیں، کچھ عرصے تک قائم رہتی تھیں، پھر زوال پذیر ہو کر ختم ہو جاتی تھیں۔ درحقیقت برصغیر پر حکومت کرنے والی آخری سلطنت کو ختم ہوئے ابھی ایک صدی بھی پوری نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ابھی اس کہانی کو بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ہم اپنی کہانی کی ابتدا بہت قدیم زمانے سے کریں گے تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ کس طرح سلطنتیں وجود میں آئیں، انھوں نے ماضی بعید میں کس طرح نیا کام انجام دیا اور ہندوستانی سیاست، معیشت، سماج اور ثقافت کے ارتقا پر کس طرح گہرے اثرات مرتب کیے۔

سلطنت کے نمایاں پہلو

مرکزی اقتدار مضبوطی سے قائم رکھنا تاکہ تمام خراج گزار ریاستیں اور حکمراں شہنشاہِ سلطنت کے ماتحت ہی رہیں۔

01
فوجی قوت برقرار رکھنا تاکہ خراج گزار ریاستیں قابو میں رہیں، سلطنت وسیع ہو یا بیرونی حملوں سے دفاع کیا جا سکے۔

02
انتظامیہ کی تشکیل کرنا اور اس کی نگرانی کرنا تاکہ اہل کار مقرر رہوں، علاقے منظم رہیں، محصولات (ٹیکس) وصول ہوں اور نظم و نسق قائم رہے۔

03
قوانین بنانا، سکّے جاری کرنا، اوزان اور پیمانوں کو ضابطے میں لانا اور تجارت کو منظم کرنا۔

04
وسائل پر قابو رکھنا جیسے (معدنی ذخائر، جنگلات، زرعی پیداوار اور افرادی قوت) کا استعمال اور ان تک رسائی کے لیے ضابطہ بندی۔

05
فن، ادب، مذاہب، مکاتبِ فکر اور تعلیمی مراکز کی سرپرستی کرنا تاکہ وہ فروغ پا سکیں۔

06
تجارتی اور ابلاغی نظاموں کو قائم رکھنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا یعنی سڑکیں، دریا اور سمندری راستوں کا قیام اور اس کے رکھ رکھاؤ پر دھیان دینا تاکہ انتظامیہ، تجارت اور عوامی فلاح و بہبود کے کام بہتر طور پر چل سکیں۔

© NCERT not to be republished

آئیے معلوم کریں

- سلطنتیں وسیع علاقوں پر پھیلی ہوتی تھیں اور اُن میں مختلف زبانوں، رسوم و رواج اور ثقافتوں کے حامل طرح طرح کے افراد رہتے تھے۔ آپ کے خیال میں شہنشاہوں نے ہم آہنگی کے ساتھ رہنے کو کیسے ممکن بنایا؟ مختلف گروپ بناکر بات چیت کریں اور کلاس کے ساتھ تبادلہ خیال کریں۔
- سلطنت کا انتظام سنبھالنے میں پیش آنے والے کئی مسائل کا سامنا کرنے کے باوجود بادشاہ اپنی ریاست کو وسعت دے کر سلطنت بنانے اور خود کو شہنشاہ بنانے کے خواہاں کیوں رہتے تھے؟ یہاں کچھ ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں؛ یہ دیکھیں کہ کیا آپ مزید کچھ جوابات کے بارے میں سوچ سکتے ہیں:
  - 'پوری دنیا پر حکومت' کرنے کی شدید خواہش۔ وسیع علاقوں پر قبضہ کرنے کا ایک استعارہ اور یہ یقینی بنانا کہ آئندہ نسلیں اُنھیں یاد کریں گی۔
  - وسیع علاقوں کو اپنے قبضے میں لینے کی خواہش تاکہ اُن کے وسائل تک رسائی حاصل کرکے معاشی اور فوجی طاقت بڑھائی جاسکے۔
  - خود اپنے لیے اور سلطنت کے لیے بے پناہ دولت حاصل کرنے کی خواہش۔

آئندہ نسلیں (Posterity): آنے والی نسلیں جو اپنے سابقہ دور کے لوگوں کے اعمال، افکار اور ورثے کی وارث ہوتی ہیں۔

شہنشاہ عموماً خراج اور وفاداری کے بدلے علاقائی راجاؤں یا سرداروں کو اپنے اپنے علاقوں پر حکومت جاری رکھنے کی اجازت دیتا تھا۔

شکل 5.4.1: تربیت یافتہ فوجیں ہمسایہ ریاستوں کو فتح کرنے، اُن پر قبضہ برقرار رکھنے اور سلطنت کی سرحدوں کا دفاع کرنے کے لیے تعینات کی جاتی تھیں۔

© NCERT not to be republished

شکل 5.4.2 : جنگی اہمیت کے حامل مقامات مثلاً سلطنت کی سرحدوں پر فصیل بند چوکیاں تعمیر کی جاتی تھیں۔

شکل 5.4.3: سلطنت میں توسیع کے لیے کوئی مملکت سب سے پہلے اپنے ہمسایہ ریاستوں/علاقوں پر جنگ مسلط کر کے انھیں فتح کرتی تھی۔

شکل 5.4.4: حکمراں دریاؤں اور تجارتی نظاموں پر قابو پانے کی کوشش کرتے تھے تاکہ اس تجارت سے حاصل ہونے والے ٹیکس (محصولات) کے علاوہ قیمتی وسائل پر بھی اُن کا تسلط قائم ہو۔

شکل 5.4.5: جب کئی چھوٹی مملکتیں باہمی تسلط کے لیے برسرپیکار ہوتیں تو جس کے پاس زیادہ طاقت ور فوجی قوت اور اضافی وسائل ہوتے وہ بالآخر سب کا سردار (Overlord) بن جاتا۔

© NCERT not to be republished

آئیے معلوم کریں

آپ کے خیال میں جنگی مہارت کے علاوہ دیگر ایسے کون سے طریقے تھے جن کا استعمال حکمرانوں نے اپنی سلطنتوں کی توسیع کے لیے کیا ہو گا؟ اپنے خیالات تحریر کیجیے اور اپنی کلاس کو بتائیے۔

تجارت، تجارتی راستے اور تاجروں کی انجمنیں
(Trade, Trade Routes and Guilds)

فوجی مہمات کو انجام دینا خصوصاً دور دراز کے ملکوں میں اتنا آسان نہیں ہوتا جتنا کہ ہمیں لگتا ہے۔ فوج کا خرچ برداشت کرنا ایک مہنگا کام ہے۔ سپاہیوں کو خوراک، لباس، اسلحہ اور تنخواہ دینی پڑتی ہے۔ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی نگہ داشت کرنی ہوتی ہے۔ سڑکیں اور جہاز وغیرہ تعمیر کرنے ہوتے ہیں۔ ان سب کے لیے کافی بڑی معاشی طاقت، افرادی قوت پر اختیار اور وسائل تک رسائی درکار ہوتی ہے۔

اب ہم سمجھ سکتے ہیں کہ معاشی سرگرمیاں خصوصاً پیداوار اور تجارت کسی سلطنت کو چلانے اور عوام کی بہبود اور معیارِ زندگی کی ضمانت کی کلیدوں میں سے ہے، جن سے کسی اچھے حکمراں کا سروکار ہونا چاہیے۔ اس لیے پوری سلطنت کے اندر اور اس سے آگے بھی تجارتی راستوں کا قیام اور اُن کی دیکھ بھال بہت ضروری ہوجاتی ہے۔ اس طرح مالِ تجارت کی مقدار اور معیار دونوں میں بہتری آئے گی۔ زیادہ تجارت کا مطلب ہے پیدا کاروں کی آمدنی میں اضافہ اور حکمراں کے لیے ٹیکس کی وصولی کے زیادہ مواقع۔

اب قدیم ہندوستان کے حالات کی طرف واپس آئیے۔ اس زمانے میں تجارت کے سامان کون کون سے رہے ہوں گے؟ کم از کم، ادب اور آثار قدیمہ کی کھدائیوں سے اس کے بارے میں کافی شواہد ملے ہیں۔ کپڑے، مسالے، زرعی پیداوار، تعیش کے سامان مثلاً جواہرات اور دست کاری کی مصنوعات اور مختلف جانور تجارت کی اہم چیزیں تھیں۔ یہ ساری رواں دواں تجارت صرف ہندوستان تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ بہت سی ہندوستانی اشیا خشکی اور پانی کے راستوں سے دور دراز کے ممالک میں بھی بھیجی جاتی تھیں۔

اکثر ایسا نہیں ہوتا تھا کہ تاجر الگ الگ اپنا کاروبار کریں۔ اُنھوں نے جلد ہی طاقت ور گروہوں میں شرکت اور تاجروں کی انجمنوں 'گلڈ' (Guild) کی تشکیل کے فوائد کو سمجھ لیا۔ گلڈ تاجروں، حرفت کاروں، مہاجنوں یا کاشت کاروں کی بااختیار انجمنیں تھیں۔ دست یاب ثبوتوں سے معلوم ہوا ہے کہ گلڈ کا ایک سربراہ ہوتا تھا (جسے عموماً منتخب کیا جاتا تھا)۔ اس کے ساتھ عاملین یا منتظمین ہوتے تھے جن میں تمام اخلاقی صفات ہونے کی توقع کی جاتی تھی۔

تاجروں کی انجمن کی دو خاص باتوں کی وجہ سے ان کو ایک اہم ادارے کی حیثیت حاصل ہوئی۔ پہلی بات یہ کہ انھوں نے ایسے لوگوں کو متحد کیا جو آئندہ مسابقت کار کے بجائے شراکت دار ثابت ہوئے۔ اس کی وجہ

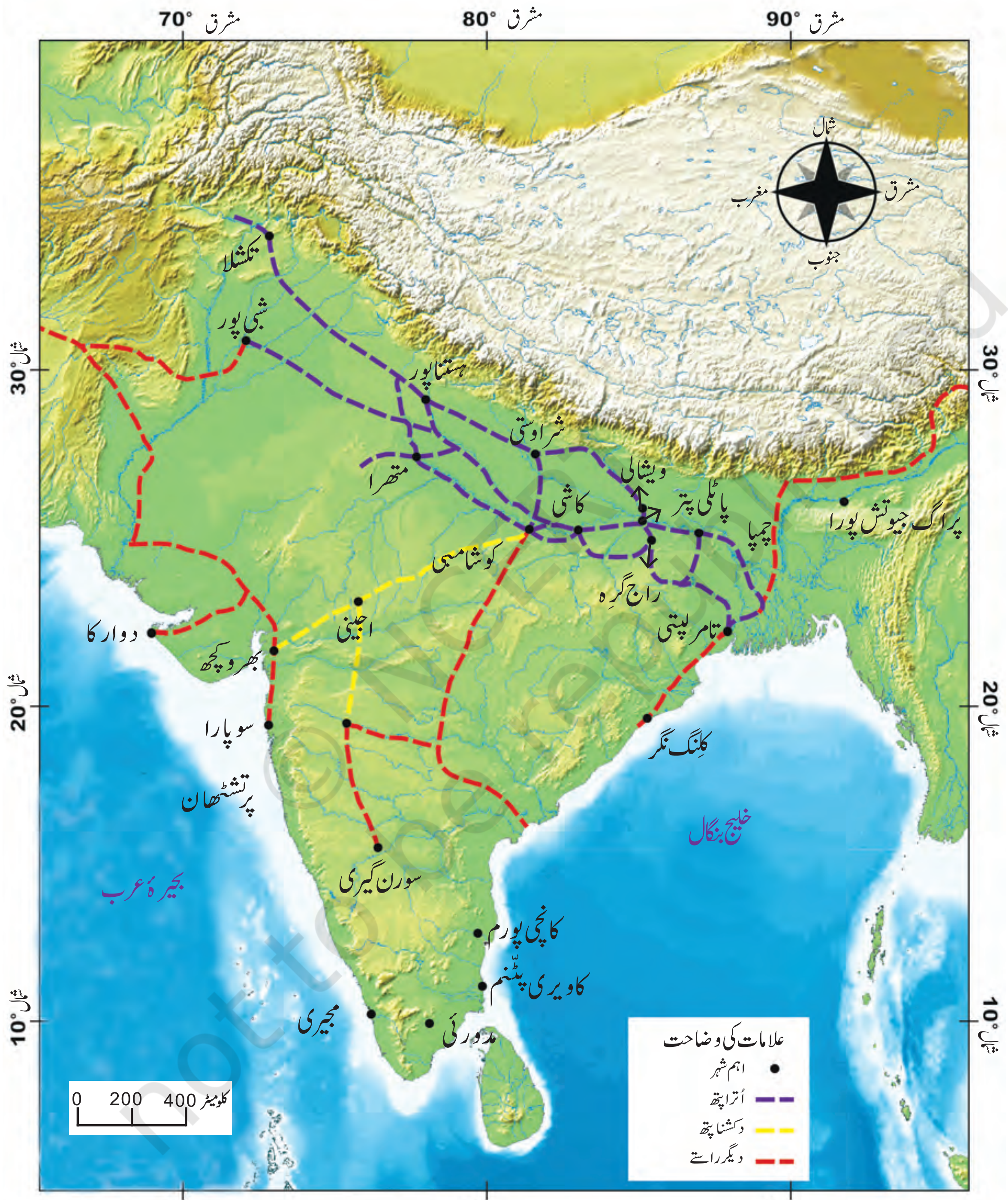

شکل 5.5: 500 ق م اور اُس کے بعد کے کچھ اہم تجارتی راستے اور اُن پر موجود بڑے شہروں کو ظاہر کرنے والا نقشہ۔ اتراپتھ اور دکشناپتھ کے راستوں کو نمایاں کیا گیا ہے، اس پر توجہ دیجیے۔

یہ ہے کہ انھوں نے محسوس کیا کہ وسائل، منڈیوں کی معلومات، رسد و طلب اور افرادی قوت کے بارے میں معلومات کے اشتراک میں ہر شخص کا فائدہ ہے۔ ایک قدیم تصنیف میں کہا گیا ہے ''کاشت کار، تاجر، گلہ بان، صرّاف اور حِرفت کار اپنی اپنی برادریوں کے لیے ضابطے مقرر کرنے کا اختیار رکھتے ہیں''؛ دوسرے الفاظ میں تاجروں کی انجمنوں کو اپنے داخلی ضابطے تشکیل دینے کا اختیار حاصل تھا اور بادشاہ اُن میں مداخلت نہیں کرتا تھا (اور وہ کیوں مداخلت کرتا جب تجارت پھل پھول رہی ہو؟)۔

تاجروں کی انجمنیں ہندوستان کے بڑے حصے میں پھیل گئی تھیں اور وہ صدیوں تک قائم رہیں۔ گرچہ وہ باضابطہ طور پر ختم ہوگئیں، لیکن اس کے بعد بھی اس کا اصول ہندوستان کی تجارت اور کاروبار کی سرگرمیوں کو تادیر متاثر کرتا رہا، بعض صورتوں میں تو اب بھی کر رہا ہے۔ تاجروں کی انجمنوں کا ادارہ ہندوستانی معاشرے کی خود تنظیمی صلاحیتوں کی عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔ اسی طرح مختلف کمیٹیوں اور پنچایتوں پر مشتمل قدیم دیہی نظام بھی اس کی ایک اور مثال ہے۔ ایک روشن خیال حکمران لوگوں کو منظم ہونے کا موقع دیتا تھا اور اگر مقامی ادارے اطمینان بخش طور پر کام کر رہے ہوتے تو اس میں مداخلت سے گریز کرتا تھا۔

آئیے معلوم کریں

← تجارتی راستوں کے نقشے کا مشاہدہ کیجیے۔ اُن جغرافیائی اوصاف کی نشان دہی کیجیے جن سے تاجروں کو پورے برصغیر میں سفر کرنے میں مدد ملتی تھی۔

← آپ کے خیال میں اُس وقت اُن سڑکوں پر آمد و رفت کے کون کون سے ذرائع دست یاب تھے؟

مگدھ کا عروج (The Rise of Magadha)

چھٹی اور چوتھی صدی ق م کا درمیانی وقفہ شمالی ہند میں نمایاں تبدیلیوں کا زمانہ تھا۔ اس سے پہلے ہم نے 14 مہاجن پدوں کا مختصراً جائزہ لیا جو مشاورتی نظام والی شمالی اور وسطی ہند کی بڑی ریاستیں تھیں۔ اُن میں سے ایک ریاست مگدھ (موجودہ جنوبی بہار اور اس سے متصل علاقے) رفتہ رفتہ نمایاں ہوئی اور اس نے ہندوستان کی پہلی سلطنت قائم کرنے کے لیے کئی ریاستوں کی شمولیت کے لیے زمین ہموار کی۔ ابتدائی طاقت ور حکمرانوں میں سے اجات شترو نے مگدھ کو اقتدار کے نمایاں مرکز کے طور پر قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

© NCERT not to be republished

اسے دیکھنا نہ بھولیں

دنیا کی دو مشہور ترین مذہبی ہستیوں — سدھارتھ گوتم جو بعد میں بدھ کہلائے اور وردھمان جو مہاویر کے نام سے مشہور ہوئے — نے راجا اجات شترو کا زمانہ پایا۔ گریڈ 6 کی درسی کتاب کے باب 'ہندوستان کی ثقافتی جڑیں' میں اُن کی تعلیمات پر دوبارہ نظر ڈالیے۔

مگدھ وسائل سے بھرپور گنگا کے میدانی علاقوں میں واقع تھا جس میں زرخیز زمین، لکڑی کے لیے گھنے اور وسیع جنگلات اور ہاتھی کثرت سے پائے جاتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ لوہے کے استعمال سے کس طرح دیگر ٹکنالوجی جیسے زراعت اور فنِ حرب میں انقلابی تبدیلی آئی تھی۔ قریب ہی کے پہاڑی علاقوں سے دست یاب لوہے کی کچ دھات اور دیگر معدنی ذخائر مملکت کی توسیع کے لیے اہم ثابت ہوئے۔ زمین جوتنے کے لیے لوہے کے ہل کے استعمال نے زرعی پیداوار میں اضافہ کیا اور زیادہ ہلکے اور تیز دھار لوہے کے بہتر ہتھیاروں نے فوج کی صلاحیتوں کو مزید طاقت ور بنایا۔

شکل 5.6: سانچی استوپ پر بنایا گیا ایک شان دار پینل جس میں سپاہیوں کو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اور پیدل چلتے ہوئے شمالی ہند کے ایک شہر کُشی نارا (موجودہ کشی نگر) کا محاصرہ کر کے اس پر حملہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے تاکہ مہاتما بدھ کی مقدس باقیات کو دوبارہ حاصل کیا جا سکے۔ (پینل کے دائیں حصے میں ایک ہاتھی پر انھیں لے جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔)

آئیے معلوم کریں

← اوپر دیے گئے پینل کو غور سے دیکھیے۔ آپ کتنی طرح کے ہتھیاروں کو پہچان سکتے ہیں؟ آپ لوہے کے استعمال کے کتنے طریقوں کو سمجھ سکتے ہیں؟

← پینل کے بائیں حصّے میں بدھ کی مقدس باقیات والے صندوق پر ایک پرسول (چھتر) رکھا ہوا ہے۔ آپ کے خیال میں ایسا کیوں کیا گیا ہوگا؟

شکل 5.7: مہاپدم نند کے دور کا چاندی سے بنا ایک ٹھپہ دار سکہ

غذائی اجناس کی وافر پیداوار نے لوگوں کو فنون لطیفہ اور دست کاری پر توجہ مرکوز کرنے کا مزید موقع دیا جن کی مانگ سلطنت کی سرحدوں کے اندر اور باہر دونوں طرف تھی۔ گنگا اور سون ندیوں نے تجارت کے لیے جغرافیائی سہولت فراہم کی کیوں کہ یہ نقل و حمل کا ذریعہ تھیں۔ تیزی سے بڑھتی تجارت نے سلطنت کی آمدنی میں زبردست اِضافہ کیا اور مگدھ کے عروج میں اہم کردار ادا کیا۔

پانچویں صدی ق م کے آس پاس مہاپدم نند مگدھ میں طاقت ور بن کر ابھرا اور نند سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اُس نے کامیابی کے ساتھ کئی چھوٹی مملکتوں کو یک جاکر کے مشرقی اور شمالی ہند کے بڑے حصّے تک اپنی سلطنت کو پھیلایا۔ جوں جوں معیشت ترقی کرتی گئی، وہ سکے جاری کرتا گیا جو ان کی اقتصادی طاقت کا مظاہرہ تھا۔ یونانی تحریروں سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نند سلطنت کے پاس ایک بڑی فوج تھی۔

نند سلطنت کے بارے میں مختلف بیانات سے ایسا لگتا ہے کہ اس کا آخری شہنشاہ دھنانند بہت امیر ہونے کے باوجود حد درجہ غیرمقبول رہا کیوں کہ اُس نے اپنی رعایا پر ظلم کیا اور اُن کا استحصال کیا۔ اس پس منظر نے نند سلطنت کے خاتمے کی راہ ہموار کی اور وہ ہندوستان کی سب سے بڑی سلطنتوں میں سے ایک یعنی موریہ سلطنت کے قبضے میں آ گئی۔

سوتر (Sutras):
سوتر مختصر مگر نہایت بامعنی فقروں کو کہتے ہیں جو علم اور اہم خیالات (قدیم ہندوستانی متون سے) کو ایسے انداز میں پیش کرتے ہیں کہ انھیں یاد رکھنا اور آگے منتقل کرنا آسان ہو۔

اسے دیکھنا نہ بھولیں

مشہور سنسکرت ماہرلسانیات پانینی نے تقریباً پانچویں صدی ق م میں نند حکمرانوں کا زمانہ پایا۔ وہ اپنی عظیم تصنیف اشٹ ادھیائی کے لیے معروف ہیں جس میں 3996 مختصر سوتروں میں سنسکرت قواعد کے ضابطے درج ہیں۔

شکل 5.8: پانینی کی یاد میں جاری کردہ انڈیا پوسٹ کا ڈاک ٹکٹ۔

© NCERT not to be republished

یونانیوں کی آمد (The Arrival of the Greeks)

جب برصغیر ہند کے مشرقی حصے میں واقع مگدھ کی سلطنت کے حالات تیزی سے بدل رہے تھے، تو اس وقت شمال مغربی علاقے میں کیا ہو رہا تھا؟ یہ خطہ ایک قدیم راستے کے قریب واقع تھا، جو ہندوستان کو بحیرۂ روم (Mediterranean) کے علاقے سے جوڑتا تھا۔ یہاں کئی چھوٹی مملکتوں کا وجود تھا۔ یونانی تذکروں کے مطابق ان ریاستوں میں ایک معروف خاندان پَورَو کی بھی حکومت تھی، جس کا راجا پورس مشہور ہوا۔

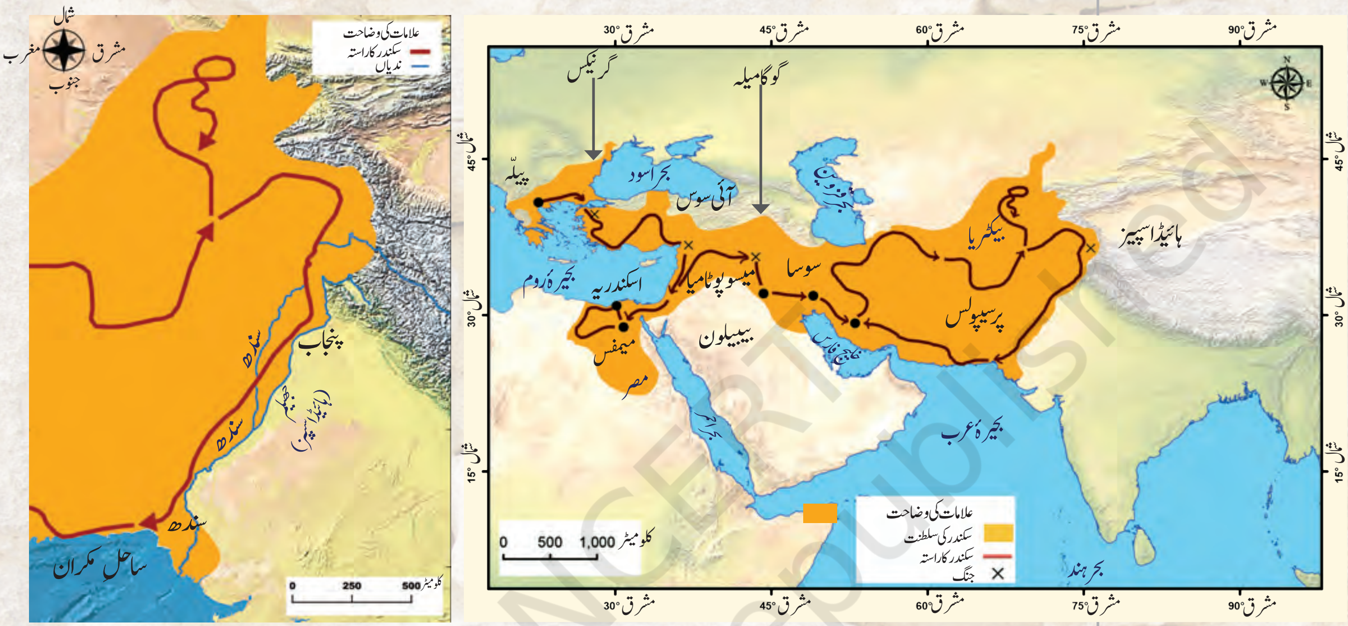

شکل 5.9

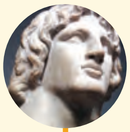

334 تا 331
ق م

مقدونیہ سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان اور طاقت ور یونانی بادشاہ سکندر نے فارسی سلطنت کے خلاف مہم چلائی تاکہ یونان پر فارسی حملوں کا بدلہ لے سکے۔ (ان حملوں میں شمال مغربی ہندوستان کے کچھ سپاہی، جو اس وقت فارسی سلطنت کے زیرِ نگیں تھے، یونانیوں کے خلاف لڑے تھے)۔ سکندر نے سلطنت فارس کو فتح کر لیا اور یوں یونانی ثقافت کا اثر وسیع ہو گیا۔ اس کی سلطنت اب تین براعظموں پر پھیل گئی، جو عالمی تاریخ کی سب سے بڑی سلطنتوں میں شمار ہوتی ہے۔

شکل 5.10

اسے دیکھنا نہ بھولیں

ستر پ (Satrap) ایرانی اور یونانی ریاستوں کے صوبے دار کو کہا جاتا تھا، جنھیں حاکم بالا (مثلاً سکندر) نے دوردراز کے علاقوں کا انتظام سنبھالنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان ستر پوں کو حکمرانوں کا محض افسر ہونے کے باوجود بہت زیادہ طاقت اور خود مختاری حاصل تھی۔ کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آخر کس طرح وہ اتنے بااختیار بن جاتے تھے؟

اس پر غور و فکر کریں

آپ کے خیال میں سکندر پوری دنیا پر حکومت کیوں کرنا چاہتا تھا؟ اس سے اسے کیا حاصل ہو سکتا تھا؟

آیئے معلوم کریں

جنگ کے بعد جب سکندر نے پورس سے پوچھا کہ وہ کیسا سلوک چاہتا ہے تو پورس نے جواب دیا 'بادشاہ جیسا'۔ تب سکندر نے پورس کو ان کی ریاست کا سر براہ رہنے دیا لیکن بطور ستر پ اپنے اساتذہ کی مدد سے پورس اور سکندر کے درمیان ہوئی جنگ کی مزید تفصیلات تلاش کیجیے۔ آپ نے کیا سمجھا؟ یہ بتانے کے علاوہ اپنے تخیل سے کام لیتے ہوئے جنگ کے اس منظر کو ایک ڈرامے کی صورت میں پیش کریں۔

327 تا 325 ق م

”دنیا کے آخری سرے“ تک پہنچنے کا آرزومند سکندر مزید مشرق کی طرف بڑھتا گیا اور اپنی مہم کو ہندوستان تک لاتے ہوئے اس نے پنجاب میں پورس کو شکست دی اور مقامی قبائل کی شدید مزاحمت کا سامنا کیا۔ اس دوران اس نے کئی شہروں کی آبادی کا قتل عام کیا۔ یونانی تحریروں میں بیان کیا گیا ہے کہ ”بعض جنگوں میں عورتیں اپنے مردوں کے شانہ بشانہ لڑیں۔“ ایک لڑائی میں سکندر خود زخمی ہو گیا تھا۔ تھکے ہارے گھر کی یاد سے نڈھال اس کے سپاہیوں نے لڑنے کا حوصلہ چھوڑ دیا اور ہندوستان کے اندرونی حصّوں کی طرف دریائے گنگا کی سمت جانے سے انکار کر دیا۔ بالآخر سکندر اپنی فوج کے ایک حصے کے ساتھ واپسی کے سفر پر روانہ ہوا۔ لیکن یہ سفر جنوب کے ساحلی راستے اور ایران کے سخت ریگستانی علاقوں سے گزر رہا تھا، جہاں اس کے فوجیوں کو بھوک، پیاس اور بیماریوں کی وجہ سے بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

324 تا 323 ق م

اسی دوران فارس (ایران) میں سکندر کو بغاوتوں اور سیاسی انتشار کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بابل میں صرف 32 برس کی عمر میں بیمار ہو کر مر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی وسیع سلطنت جلد ہی اس کے فوجی جرنیلوں اور صوبے داروں (Satraps) میں تقسیم ہو گئی جنھوں نے اپنی اپنی مملکتیں قائم کر لیں۔

سکندر اور بیراگیوں کا مکالمہ (Alexander's Dialogue with the Gymnosophists)

سکندر کو ہندوستانی بیراگیوں کے ایک گروہ کے بارے میں معلوم ہوا جنھیں یونانی 'جِمنو سوفسٹ' (Gymnosophists) یعنی 'برہنہ فلسفی' کہتے تھے (شاید اس وجہ سے کہ وہ بہت کم لباس پہنتے تھے)۔ یہ رشی اپنی دانائی اور حکمت کے لیے مشہور تھے۔ سکندر نے پہیلی نما پیچیدہ سوالات پوچھ کر اُنھیں آزمایا اور دھمکی دی کہ غلط جواب دینے والوں کو موت کی سزا ملے گی۔ لیکن اُن سادھوؤں نے اُس کے سوالوں کے جواب پُرسکون انداز میں اور ذہانت سے دیے۔ سکندر اس سے بہت متاثر ہوا اور آخر کار سبھی کو چھوڑ دیا۔ کئی صدیوں سے یہ کہانی مختلف انداز میں دہرائی گئی ہے اور یہ تاریخ کے سب سے دل چسپ مکالمات میں شمار ہوتا ہے۔

ایک بیان کے مطابق سکندر نے سوال کیا کہ ''کون زیادہ طاقت ور ہے، زندگی یا موت؟'' ایک بیراگی نے جواب دیا ''زندگی، کیوں کہ یہ باقی رہتی ہے اور موت نہیں۔'' اس کے بعد سکندر نے پوچھا، ''انسان کو سب سے زیادہ محبوب کیسے بنایا جاسکتا ہے۔'' جواب ملا: ''اگر وہ طاقت ور ترین ہو پھر بھی لوگوں کو خوف زدہ نہ کرے۔'' یہ جواب شاید عظیم فاتح کے لیے ایک نرم سا اشارہ بھی تھا۔

مؤرخین اس طرح کے مکالمات کو دو عظیم روایتوں یعنی یونانی اور ہندوستانی فلسفوں کے ملاپ کے طور پر دیکھتے ہیں۔

شکل 5.11: ایک یونانی سکہ جس میں غالباً گھوڑے پر سوار سکندر کو پورس پر حملہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

عظیم موریہ سلطنت (The Mighty Mauryas)

شمال مغرب کے اس مختصر سفر کے بعد آئیے اب ہم دوبارہ واپس مگدھ کی طرف چلتے ہیں، جہاں ہم نے نند سلطنت کے زوال کا منظر دیکھا تھا۔ تقریباً 321 ق م میں سکندر کی اپنی فوج کے ساتھ ہندوستان سے واپسی کے چند برس بعد ایک نیا حکمراں خاندان وجود میں آیا اور ایک نئی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ یہ موریہ سلطنت تھی جس کا بانی چندر گپت موریہ تھا۔ اُس نے تیزی سے نند سلطنت کے علاقوں کو اپنے اندر ضم کر لیا اور اس سے آگے بھی اپنی سلطنت کی توسیع کرتا چلا گیا۔

کئی روایات کے مطابق چندر گپت کے ان کارناموں کے پیچھے اس کے مدبر اور دانش ور رہنما کوٹلیہ کا ہاتھ تھا جنھوں نے سیاسیات، ملک گیری اور معاشیات کے اپنے علم کو ایک ایسی سلطنت کے قیام کے لیے استعمال کیا جو ہندوستانی تاریخ کی عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہے۔

کوٹلیہ کی کہانی (The Story of Kautilya)

بودھ مت سے متعلق متون کے مطابق کوٹلیہ جنھیں بعض اوقات چانکیہ یا وشنو گپت بھی کہا جاتا ہے، دنیا کی مشہور و معروف درس گاہ تکش شلا (موجودہ ٹکشیلا) یونیورسٹی میں استاد تھے۔ اُن کی داستانوی روداد کا آغاز دھنانند کے دربار سے ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ وہ اپنی سخت ناپسندیدہ طرزِ حکمرانی کے باعث عوام میں قابلِ قبول نہیں رہ گیا تھا۔

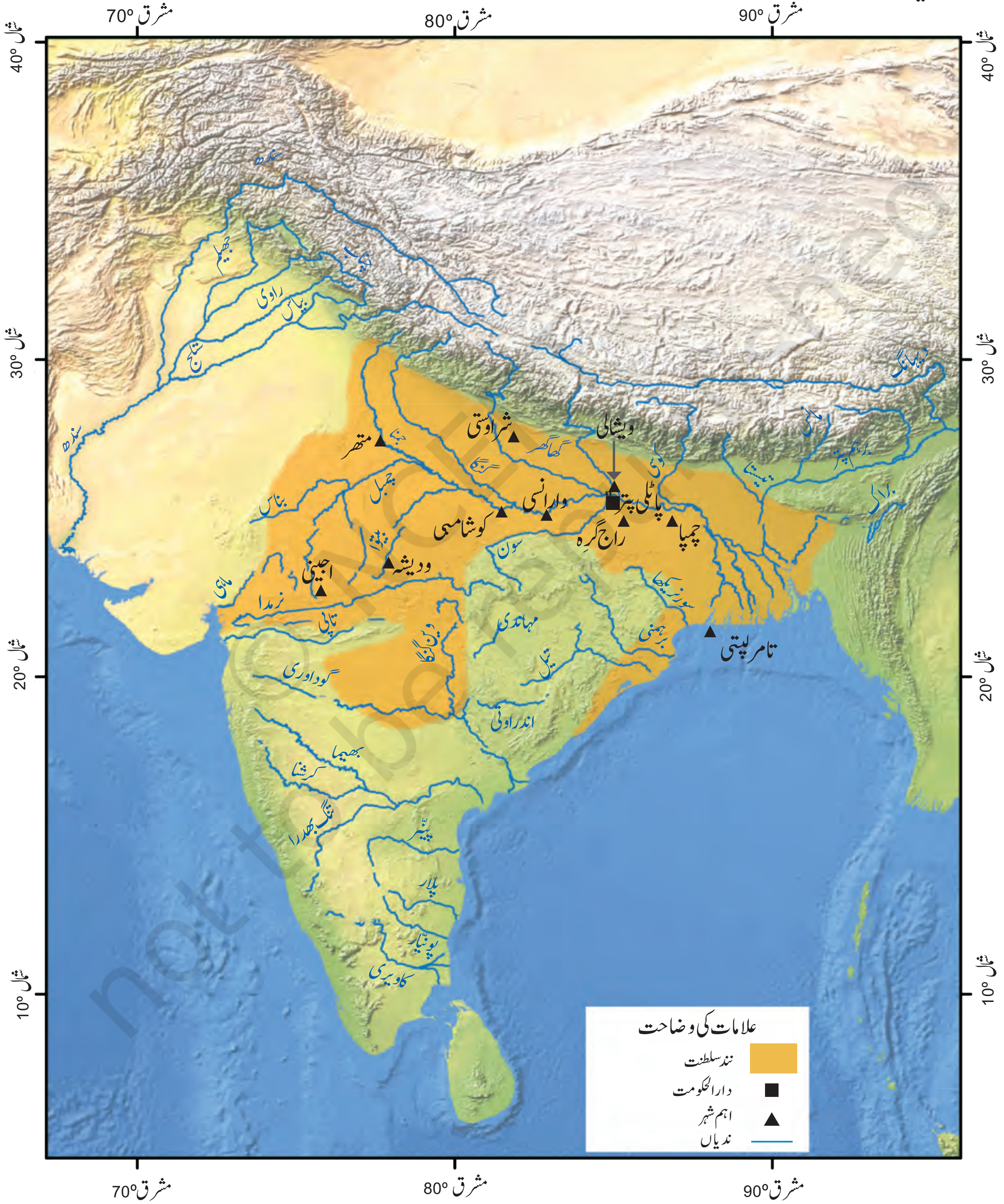

شکل 5.12: نند سلطنت

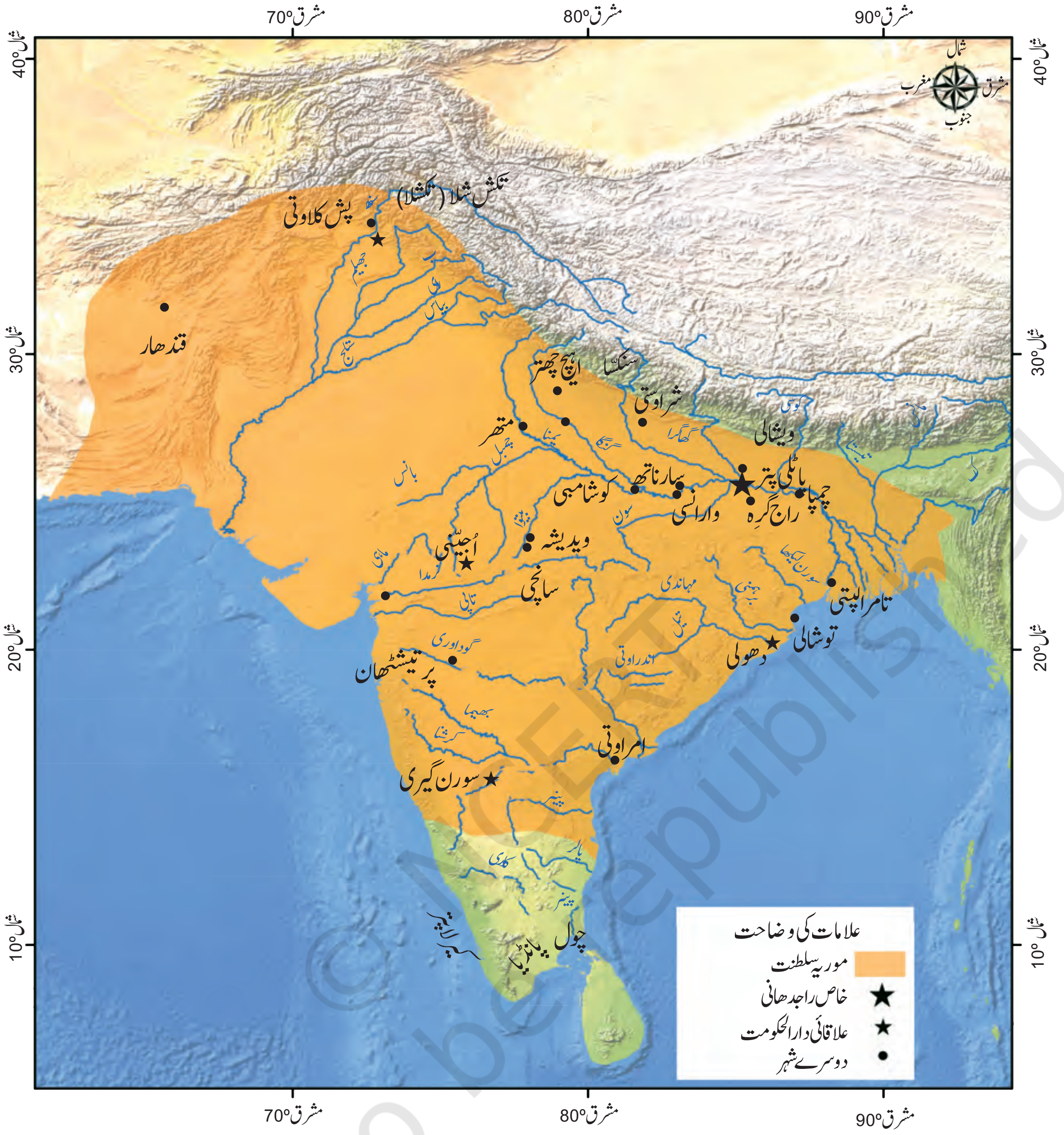

شکل 5.13: موریہ سلطنت

کوٹلیہ نے یہ حالات دیکھ کر دھنا نند کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا رویہ بدلے ورنہ اس کی سلطنت کا زوال یقینی ہے۔ دھنا نند نے غصّے میں آ کر کوٹلیہ کی توہین کی اور انھیں اپنے دربار سے نکال دیا۔ اس توہین نے کوٹلیہ کو یہ عہد کرنے پر مجبور کیا کہ وہ 'نالائق نند' کی حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔

چندر گپت موریہ کا عروج (The Rise of Chandragupta Maurya)

چندر گپت موریہ کے آغاز اور اُس کی مہمات کے بارے میں کئی کہانیاں سنائی جاتی ہیں لیکن ان سب کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ اُس نے نند حکمرانوں کو تخت سے اُتار کر مگدھ پر قبضہ کر لیا، اپنی حکومت قائم کی

© NCERT not to be republished

شکل 5.14: میگستھنیز چندر گپت موریہ کے دربار میں (اسیت کمار ہلدر کی بنائی بیسویں صدی کی ایک تصویر)

اور پاٹلی پتر کو اپنی راجدھانی بنایا۔کیا آپ کو یاد ہے کہ مگدھ کو اپنے جغرافیائی محل وقوع، مستحکم معاشی نظام اور پھلتی پھولتی تجارت کی وجہ سے خاص برتری حاصل تھی؟ ان ہی سب عوامل اور اس کے ساتھ ہی کوٹلیہ جیسے حکمت شناس کی رہنمائی نے چندر گپت موریہ کو اپنی سلطنت کی بتدریج توسیع کرنے میں مدد دی۔ چندر گپت نے شمال مغرب میں سکندر کے چھوڑے ہوئے یونانی ستر پوں یعنی صوبے داروں کو شکست دے کر ان علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ یوں ان کی سلطنت شمالی میدانوں سے لے کر دکن کے پٹھار تک پھیل گئی۔

چندر گپت موریہ کے ہاتھوں یونانیوں کی شکست کے بعد اُس نے اُن کے ساتھ سفارتی تعلقات برقرار رکھے اور اپنے دربار میں ایک یونانی تاریخ داں اور سفارت کار میگستھنیز (Magasthenes) کو مہمان بنا کر رکھا جس نے اپنے سفر نامے انڈیکا میں ہندوستان کے بارے میں تفصیلات درج کیں۔ یہ ہندوستان سے متعلق پہلا تحریری غیر ملکی بیان تھا، لیکن افسوس کہ اصل کتاب ضائع ہو گئی اور صرف اس کے چند اقتباسات بعد کے یونانی مؤرخین کی تحریروں کے ذریعے محفوظ رہ سکے۔

کوٹلیہ کا تصورِ مملکت (Kautilya's Concept of a Kingdom)

کوٹلیہ کے نزدیک یہ بالکل واضح تھا کہ ایک مملکت (ریاست) کو کس طرح قائم کیا جائے، کس طرح چلایا جائے اور کس طرح مستحکم کیا جائے۔ اپنی مشہور کتاب 'ارتھ شاستر' میں (جس کا مطلب ہے حکومت اور معیشت کا علم)، انھوں نے دفاع، اقتصادیات، انتظامیہ، عدلیہ، شہری منصوبہ بندی، زراعت اور عوامی بہبود

کوٹلیہ کے سپتانگ

بادشاہ یا راجا (سوامی)

مشیران، وزرا اور دیگر اعلیٰ افسروں کا
گروہ (اماتیہ)

ریاست کا علاقہ اور اُس میں بسنے والی آبادی
(جن پد)

قلعہ بند شہر اور قصبات (دُرگ)

خزانہ یا مملکت کی دولت (کوش)

دفاعی قوت اور امن وقانون
کا نظام (دنڈ)

حلیف (متر)

شکل 5.15

© NCERT not to be republished

جیسے کئی اہم شعبوں کے لیے اصول اور ہدایات مرتب کیے۔ اُن کے اہم ترین تصورات میں سے ایک سپتانگ (سات اجزا) ہے (دیکھیے شکل 5.15)۔ یہی وہ سات اجزا ہیں جن پر ایک مملکت کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

کوٹلیہ کے مطابق یہ سات اجزا باہم مل کر ایسی مملکت کی تشکیل دیتے ہیں جو منظم، محفوظ اور خوش حال ہو۔ ایسی مملکت کو وقت کے تقاضوں کے مطابق کبھی جنگ سے اور کبھی امن قائم رکھنے کے لیے اتحاد اور معاہدوں سے مستحکم کیا جانا چاہیے۔ وہ معاشرے میں امن و امان کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، جس کے لیے مضبوط انتظامیہ کا ہونا ضروری تھا۔ انھوں نے بدعنوانی سے نپٹنے کے لیے کئی قوانین وضع کیے اور ایسی سرگرمیوں کے لیے مخصوص سزائیں تجویز کیں جو عوام کی بہبود کے منافی ہوں۔

اس پر غور و فکر کریں

- کوٹلیہ کہتے ہیں "بادشاہ کو اپنی طاقت اس وقت بڑھانی چاہیے، جب وہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کو فروغ دے کیوں کہ اصل طاقت دیہات سے آتی ہے، جو تمام معاشی سرگرمیوں کا سرچشمہ ہیں۔ بادشاہ کو چاہیے کہ وہ اُن لوگوں کو خاص مراعات دے جو عوام کے فائدے کے کام کرتے ہیں۔ جیسے باندھ کی تعمیر یا پل بنانا، گاؤں کی تزئین کاری یا اُن کے تحفظ میں مدد دینا۔"
- آپ کے خیال میں دیہاتوں پر خاص توجہ دینا کیوں ضروری تھا؟
  (اشارہ: پیچھے مڑ کر دیکھیے کہ اس باب کی شروعات میں آپ نے کیا سیکھا؟)۔

کوٹلیہ کا ملک گیری کا بنیادی فلسفہ ہندوستانی اقدار سے مطابقت رکھتا ہے: "راجا کی خوشی کا راز اُس کی رعایا کی خوشی میں ہے اور اُن کی بہبود میں اُس کی بہبودی ہے۔ صرف اس چیز کو اچھا نہیں کہے گا جو اُسے خوشی دے بلکہ جو کچھ اُس کی رعایا کو اچھی لگے، اُس کو وہ مفید قرار دے گا۔" دوسرے الفاظ میں کوئی بادشاہ کتنا ہی طاقت ور ہو، اسے عوام کے مفادات کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔

آئیے معلوم کریں

اپنی جماعت میں ایک مباحثہ منعقد کر کے کوٹلیہ کے تصورِ مملکت کے اوصاف کا موازنہ جدید دور کے ملکوں (Modern Nations) کی خصوصیات سے کیجیے۔

© NCERT not to be republished

امن کی راہ اختیار کرنے والا حکمراں (The King Who Chose Peace)

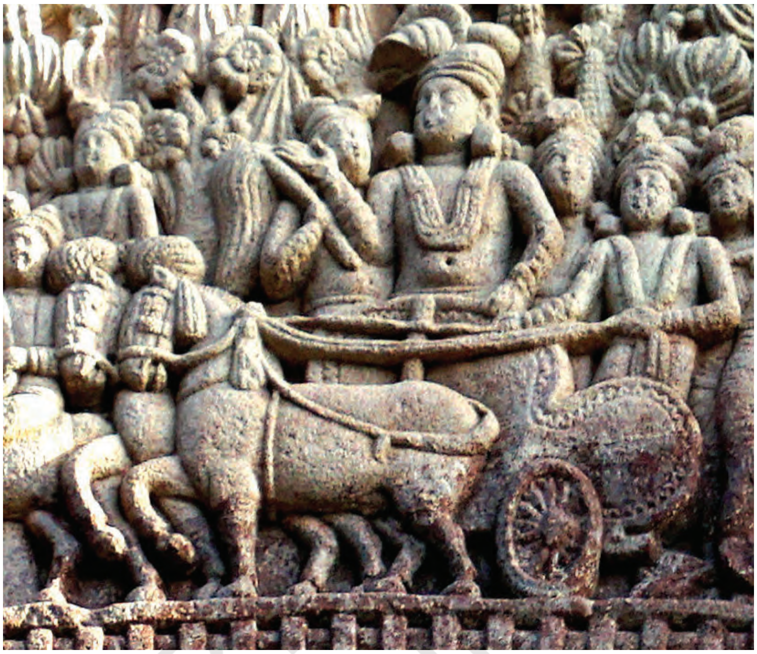

شکل 5.16: اشوک نیپال میں رام گرام استوپ کا معائنہ کرتے ہوئے
(سانچی استوپ کے ایک پینل سے)

موریہ سلطنت کے ایک اور عظیم بادشاہ اشوک (268 تا 232 ق م) راجا چندر گپت موریہ کے پوتے تھے۔ بڑے انتظامی اور مذہبی کارناموں کا سہرا اشوک کے سر جاتا ہے۔

اپنی حکومت کے آغاز میں اشوک بے حد پر جوش اور توسیع پسند تھے۔ انھوں نے ایک وسیع و عریض سلطنت ورثے میں پائی اور اسے مزید بڑھا کر تقریباً پورے برصغیر میں پھیلا دیا، جس میں جنوبی حصے کے آخری کنارے کو چھوڑ کر موجودہ بنگلہ دیش، پاکستان اور موجودہ افغانستان کے بعض حصّے بھی شامل تھے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ ایک واقعے نے اس کی زندگی کا راستہ ہی بدل دیا۔ اس کے ایک کتبے کے مطابق اس نے ایک بار کلنگ (موجودہ اوڈیشہ) پر چڑھائی کی جہاں اُس نے خوں ریز جنگ لڑی۔ میدانِ جنگ میں وسیع پیمانے پر موت اور تباہی کو دیکھ کر اُس نے تشدد ترک کر دینے کا فیصلہ لیا اور حتی المقدور مہاتما بدھ کی تعلیمات کے مطابق امن اور عدم تشدد کی راہ پر چلنے کا عزم کیا۔

کتبہ (Edict): بادشاہ یا حکام کی طرف سے جاری کردہ سرکاری اعلان

اس پر غور و فکر کریں

اشوک نے اپنے کتبوں میں کلنگ کی لڑائی کا ذکر کیا ہے۔ وہ چاہتے تو اس کو چھپاکر آئندہ نسلوں کے لیے امن پسند اور سخی راجا کے طور پر اپنی شبیہ برقرار رکھ سکتے تھے۔ آپ کے خیال میں انھوں نے اس تباہ کن جنگ کا اعتراف کیوں کیا؟

بودھ مت کی تعلیمات کو قبول کرنے کے بعد اشوک نے دور دراز علاقوں میں مہاتما بدھ کا پیغام پھیلانے کے لیے سری لنکا، تھائی لینڈ، وسط ایشیا اور اُس سے بھی آگے اپنے قاصد بھیجے۔

قاصد (Emissary): وہ شخص جو کسی خاص مقصد یا سفارتی مہم پر بھیجا جائے۔

© NCERT not to be republished

اشوک کو بعض تاریخ نگاروں نے 'عظیم ترسیل کار' (Great Communicator) کہا ہے کیوں کہ انھوں نے اپنی سلطنت کے کئی حصّوں میں لوگوں کے لیے چٹانوں یا ستونوں پر کندہ اپنے فرامین پر مشتمل کتبے جاری کیے اور انھیں دھرم یعنی مذہب پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ ان میں سے زیادہ تر کتبے پراکرت میں لکھے گئے، جو اس وقت ہندوستان کے کئی حصوں کی مقبول زبان تھی اور براہمی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ (براہمی کو ہندوستان کی تمام علاقائی رسم الخطوں کی ماں کہا جاتا ہے)۔

ہم نے براہمی رسم الخط میں لکھی جانے والی پراکرت زبان کا ذکر کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ بہت آسان سی بات ہے۔ زبان وہ ہے جو ہم بولتے ہیں جب کہ رسم الخط وہ ہے جس میں ہم کسی زبان کو لکھتے ہیں۔ کیا آپ ہماری روزمرہ زندگی میں اس کی کوئی مثال سوچ سکتے ہیں؟

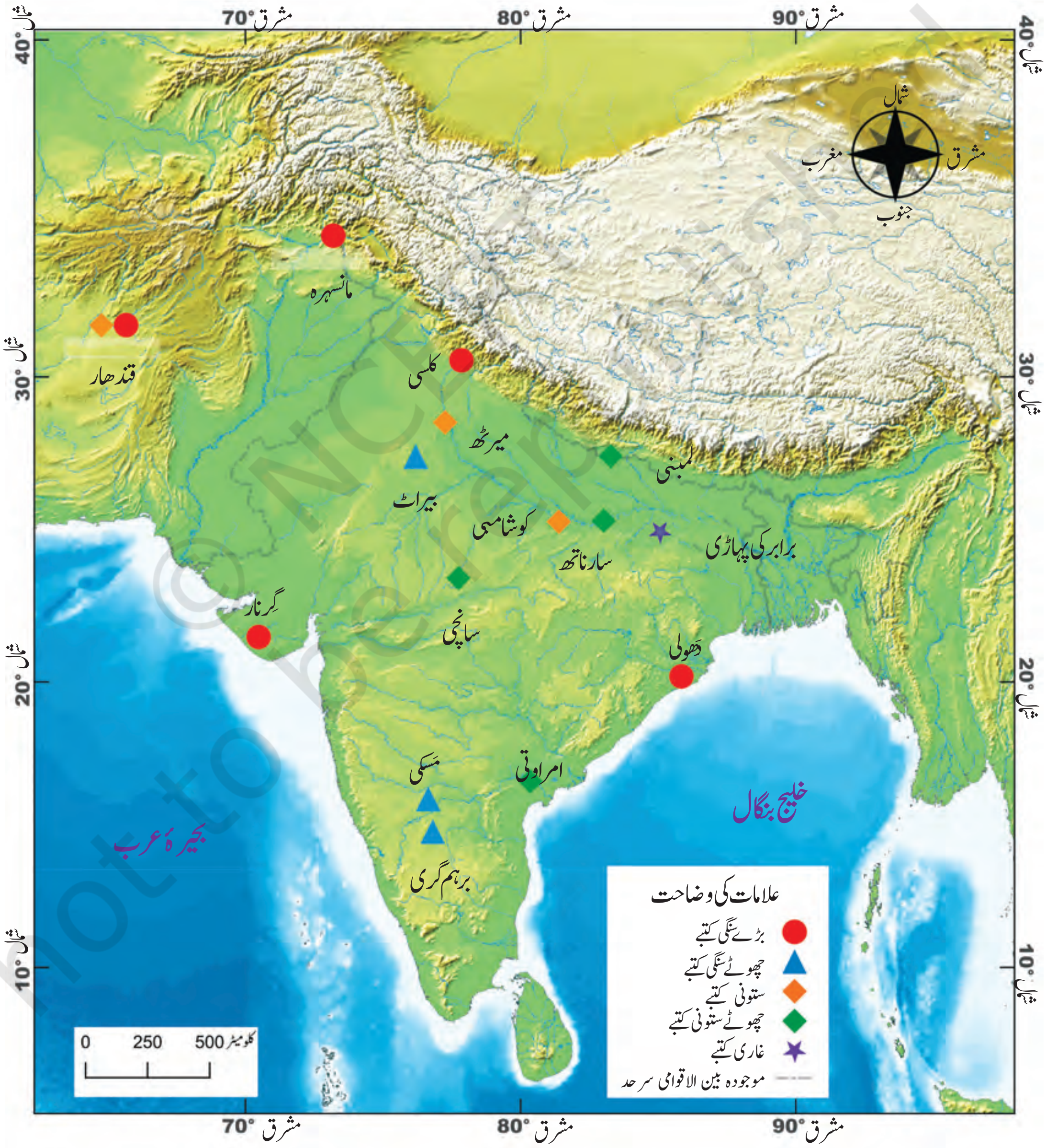

شکل 5.17: برصغیر کے مختلف حصوں میں اشوک کے کتبوں میں سے چند معروف کتبے

اپنے کتبوں میں اشوک نے خود کو دیوناپیہ پیہ دسی یا دیوناپریہ پریہ درشی کہا ہے۔ پہلے لفظ کا مطلب ہے 'دیوتاؤں کا محبوب' اور دوسرے لفظ کا مطلب ہے دوسروں کے ساتھ رحم دلی کا برتاؤ کرنے والا۔ واقعی، فرامین کی زبان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اشوک نے خود کو ایک رحم دل، مہربان اور رعایا پرور حکمراں کے طور پر پیش کرنے میں دل چسپی لی۔ آیئے اس کی چند مثالیں دیکھتے ہیں۔

اگرچہ کچھ جنوبی ریاستیں موریہ سلطنت کا حصہ نہیں تھیں، اشوک نے ان کی مجموعی فلاح و بہبود کی حمایت کی۔ انھوں نے اپنی سلطنت سے باہر بھی انسانوں اور جانوروں کے لیے طبی نگہداشت فراہم کیے جانے کی وکالت کی۔ شکار اور جانوروں پر ظلم کو ممنوع قرار دیا اور ضرورت پڑنے پر ان کے لیے طبی علاج کا حکم

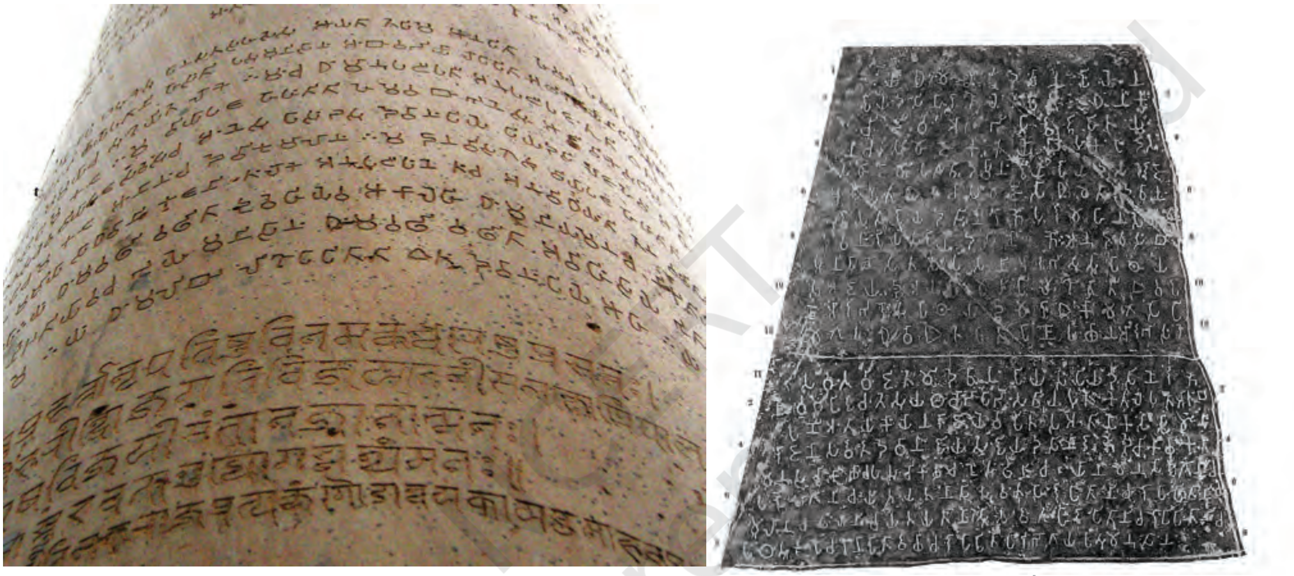

شکل 5.18: (بائیں) گجرات کے گرنار میں واقع اشوک کے سنگی کتبے کے ایک حصے کی نقل؛ (دائیں) فیروز شاہ کوٹلہ دہلی میں موجود اشوک کے ٹوپرا ستون کی تفصیل

دیا۔ اس اعتبار سے اشوک کو فطرت کی حفاظت اور جنگلی حیات کے تحفظ کے ابتدائی علم برداروں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنی سلطنت کی شاہراہوں کے ساتھ ساتھ مقررہ دوری پر آرام گاہیں تعمیر کروائیں، کنویں بنوائے اور پھل دار سایہ دار درخت لگوائے ہیں۔ مزید برآں، اشوک نے ایک دوسرے کی بہترین تعلیمات کو قبول کرنے اور اُن کا مطالعہ کرنے کے لیے تمام مذاہب اور مکاتب فکر کی حوصلہ افزائی کی۔

اگرچہ ہمیں اشوک کے تمام دعووں کو من وعن تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں، مگر یہ بات صاف ہے کہ کوٹلیہ کے حکمرانی کے فلسفے کے مطابق اُنھوں نے اپنی رعایا کی بہبود پر توجہ دی اور اُن تک پہنچنے کی بھرپور کوششیں کیں۔

اسے دیکھنا نہ بھولیں

آپ نے گریڈ 6 میں لفظ 'دھرم' (پراکرت زبان میں دھمّ) کے بارے میں پڑھا تھا۔اس کی اصل روح کو آسانی سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔سادہ الفاظ میں، دھرم کے معنی اخلاقی قانون یا خاندان، معاشرہ یا ملک کے تئیں کسی شخص کے اخلاقی فرائض ہیں۔لیکن زیادہ گہری سطح پر دھرم کا مطلب ہے کہ آدمی اپنی زندگی کو کائنات کے نظام یا ریتم (Ritam) کے مطابق گزارے۔اس میں اپنے فرائض کو سچائی سے انجام دینا، نیکی کے برتاؤ کے ضابطوں پر عمل کرنا اور کائناتی نظام کے ساتھ ہم آہنگ زندگی گزارنا ہے۔اس لیے دراصل فرض، قانون، سچائی، نظم وضبط اور اخلاقیات — سبھی دھرم (دھم) کا حصہ ہیں۔

آئیے معلوم کریں

اشوک نے اپنے ایک کتبے میں اپنے افسروں کے برتاؤ کے بارے میں تفصیلی ہدایات درج کی ہیں اور یہ یقینی بنانے کے طریقوں کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح انصاف پسندی کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ذیل میں دیے گئے ترجمے کو پڑھیے اور اس کے بارے میں تبادلۂ خیال کیجیے کہ آیا یہ طریقے سلطنت کے نظم ونسق میں کامیاب ثابت ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

"دیوناپیہ (دیوتاؤں کے محبوب) کے حکم سے—تمام افسران اور سٹی مجسٹریٹوں کو [...] یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ:

[...] آپ ہزاروں جانداروں کی دیکھ بھال کے ذمے دار ہیں۔آپ کو انسانوں کی محبت حاصل کرنی چاہیے۔تمام انسان میری اولاد کی طرح ہیں، اور جس طرح اپنے بچوں کے لیے میری خواہش ہے کہ وہ اس دنیا اور اگلی دنیا دونوں میں خوشی اور فلاح پائیں، یہی خواہش میں تمام انسانوں کے لیے بھی رکھتا ہوں [...] آپ کو غیر جانب داری برتنے کی کوشش کرنی چاہیے [...] ان تمام باتوں کی بنیاد یہ ہے کہ اپنے مزاج کو اعتدال میں رکھیں اور اپنے کام کو مشتعل ہو کر نہ کریں [...] یہ تحریر یہاں اس غرض سے کندہ کی گئی ہے کہ سٹی مجسٹریٹس ہمیشہ اس کا خیال رکھیں کہ معقول وجہ کے بغیر انسانوں کو نہ قید کیا جائے اور نہ ہی انہیں اذیت دی جائے [...] اور اس مقصد کے لیے میں ہر پانچ سال پر ایک ایسے افسر کو معائنے پر بھیجوں گا جو نہ سخت گیر ہو اور نہ بدمزاج ہو؛ جو اس معاملے کی تفتیش کر کے یہ دیکھے گا کہ میری ہدایات پر عمل کیا جارہا ہے یا نہیں۔"

© NCERT not to be republished

اشوک کی وفات کے بعد موریہ سلطنت تقریباً نصف صدی تک باقی رہی۔ تاہم اُس کے جانشیں اس وسیع سلطنت کو سنبھالنے میں ناکام رہے اور کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ٹوٹ کر آزاد ہوگئیں۔ تقریباً 185 ق م کے آس پاس ہندوستان نے اپنی تاریخ کا ایک نیا دور شروع کیا۔ بھویشا اور دھرو بھی اس نئے سفر میں ہمارے ساتھ شامل ہوں گے، جس کی تفصیل اگلے باب میں ملے گی۔

موریہ عہد میں زندگی (Life in the Mauryan Period)

پاٹلی پتر جیسے شہر حکمرانی اور کاروبار کے مصروف مراکز تھے۔ اُن میں شان دار محلات، سرکاری عمارتیں، اور منصوبہ بند شاہراہیں تھیں۔ اچھی طرح منظم ٹیکس کاری نظام اور رواں دواں تجارت کی وجہ سے سرکاری خزانہ مضبوط رہا جس سے سلطنت کی ترقی و خوشحالی میں تیزی آئی۔ سلطنت کی انتظامیہ کے عہدے داران، سوداگروں اور دست کاروں نے شہر کی زندگی میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اسے دیکھنا نہ بھولیں

شکل 5.19

تانبے کی تختی پر کندہ سوہگورا (Sohagaura) کا کتبہ جس کا زمانہ چوتھی سے تیسری صدی ق م ہے۔ ہندوستان کے قدیم ترین انتظامی دستاویزوں میں سے ایک ہے۔ اتر پردیش کے سوہگورا سے دریافت ہونے والا تانبے کی تختی پر کندہ یہ کتبہ براہمی رسم الخط میں پراکرت زبان میں لکھا گیا ہے اور غالباً یہ چندر گپت موریہ کے دورِ حکومت میں جاری کیا گیا تھا۔ اس کتبے میں قحط سے بچنے کے لیے احتیاطی اقدام کے طور پر اناج کا ذخیرہ کرنے کے لیے ایک گودام قائم کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے غذائی حفاظت اور بحران کے وقتوں میں رعایا کی مدد کو یقینی بنانے کے لیے سرکاری کوششوں پر روشنی پڑتی ہے۔

میگستھنیز کے بیانات بھی اُس زمانے کے معاشرے پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ زراعت سے وابستہ تھا جو سلطنت کے لیے آمدنی کا ایک بنیادی ذریعہ تھا۔ سال میں دو فصلیں بوئی جاتی تھیں۔ کیوں کہ بارش، گرمی اور سردی دونوں موسموں میں ہوتی تھی۔ اس کی وجہ سے قحط کبھی کبھار ہی آتا تھا اور لوگوں کے پاس غذا کی کمی نہیں ہوتی تھی۔ ہنگامی صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے گوداموں میں اناج کا وافر ذخیرہ ہوتا تھا۔

not to be republished © NCERT

یہاں تک کہ کہیں قریبی علاقوں میں جنگ چھڑ جائے تو کاشتکاروں کو اس سے محفوظ رکھا جاتا تھا اور زراعت متاثر نہیں ہوتی تھی۔

لوہار، کمہار، بڑھئی، سنار اور دوسرے حرفت کار شہروں میں رہتے تھے۔ شہر پوری طرح منصوبہ بند ہوتے تھے اور راستوں و شاہراہوں پر اشاراتی تختیاں (Signage) لگی ہوتی تھیں۔ پیغام رسانی کے لیے قاصد استعمال کیے جاتے تھے، جو ایک جگہ سے دوسری جگہ خبریں پہنچاتے تھے۔ مکانات لکڑی کے بنے ہوئے اور بعض دو منزلہ بھی ہوتے تھے۔ راستوں پر رکھے پانی کے کونڈے مقررہ وقفے سے بھرے جاتے تھے تاکہ آگ لگنے پر کام آئیں۔

بعد کی تحریروں میں بیان ہے کہ لوگ سوتی کے کپڑے پہنتے تھے — زیر جامہ گھٹنے کے نیچے یا ٹخنوں تک آتا تھا، جب کہ اوپری لباس کندھوں پر لپیٹ لیتے تھے۔ بعض لوگ نقاشی دار موٹے تلووں والے چمڑے کے جوتے پہنتے تھے تاکہ زیادہ قد آور دکھائی دیں۔

آئیے معلوم کریں

خود کو ایک مؤرخ کے طور پر تصور کیجیے۔ اگلے صفحے پر پیش کیے گئے تاریخی نوادرات کو غور سے دیکھیے اور اندازہ لگائیے کہ موریہ عہد میں لوگوں کی زندگی کیسی تھی؟

شکل 5.20: موریہ عہد اپنی شاندار اور چمک دار سنگی ستونوں کے لیے مشہور تھا۔ اس کی بہترین مثال سارناتھ کا ستون ہے، جس کی چوٹی پر کندہ کاری اور فن کارانہ باریکی موریہ فن تعمیر کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔

شکل 5.20 ہمیں کئی پیغام دیتی ہے۔ یہ نہ صرف ایک حسین اور بے عیب مجسمہ ہے بلکہ موریہ عہد کے فن کی ایک درخشاں مثال بھی ہے۔ یہ ستون بھی (Capital) ہے، جسے اشوک نے سارناتھ، بنارس کے قریب تعمیر کروایا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بدھ نے اپنی پہلی تعلیم دی تھی۔ ستون کی چوٹی پر کندہ چار شیر، شاہی قوت اور اقتدار کی علامت ہیں۔ ان کے نیچے دائرہ نما حصے پر چار جاندار (ہاتھی، بیل، گھوڑا اور ایک مزید شیر) نیز دھرم چکر یعنی دھرم کا پہیہ بھی دکھایا گیا ہے، جو بدھ کے افکار اور تعلیمات کی علامت ہے۔

آپ میں سے کچھ لوگوں کو یہ تصویر جانی پہچانی سی لگ سکتی ہے۔ درحقیقت اس سرستون (Capital) کو ہندوستان کے قومی نشان کے طور پر منتخب کیا گیا تھا جس میں سنسکرت کے

© NCERT not to be republished

موریہ سلطنت کے چند نمایاں کارنامے

زندگی اور لوگ

شکل 5.21: ایک رقاصہ کا ٹیراکوٹا مجسمہ (اُس کے آراستہ سر پوش بالوں کے طرز اور زیورات پر غور کریں)۔

شکل 5.22: ایک دیوی کا ٹیراکوٹا مجسمہ۔

شکل 5.23: ہاتھ میں مورچھل پکڑے ہوئے ایک دیوی (یکشی)

شکل 5.24: سپت ماتریکا یا سات دیوی ماؤں کا ٹیراکوٹا مجسمہ (ایک ایسی روایت جو آج تک جاری ہے)۔

شکل 5.25: ٹیراکوٹا سے بنا گھوڑے کا مجسمہ (لگام کی مزین بناوٹ پر توجہ دیں)۔

not to be republished

آرٹ اور فن تعمیر (Art and Architecture)

شکل 5.26: سانچی کا عظیم استوپ، جو ہندوستان کے قدیم ترین سنگی عمارتوں میں سے ایک ہے اور ہندوستانی فن تعمیر کی نفیس ترین مثالوں میں سے ہے۔ یاد رہے کہ اصل ڈھانچا اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور پھر اسے پتھر کی مدد سے وسعت دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اشوک نے عبادت، تعلیم اور دھیان کے لیے کئی استوپ، چیتیہ اور وہار تعمیر کرائے تھے۔

شکل 5.27: دھولی (موجودہ اُوڈیشہ میں بھوبنیشور کے قریب میں ایک دیو قامت ہاتھی کا سنگی مجسمہ جو بدھ کی علامت ہے — یعنی ذہانت، طاقت اور سکون۔ اس کے قریب ہی چٹان پر اشوک کا ایک کتبہ کندہ کیا گیا تھا۔

شکل 5.28

قول 'ستیہ میو جیتے' 'یعنی صرف سچ کی ہی فتح ہوتی ہے'، کا اضافہ کیا گیا۔(دائیں طرف دیے گئے قومی نشان کو دیکھیے)۔اُس کے دھرم چکر کو ہمارے قومی پرچم کے وسط میں رکھا گیا ہے جیسا کہ آپ نے بھی دیکھا ہو گا۔اس اصولی فقرے کا ماخذ 'مُنڈک کو اپنشد'' ہے جس کی پوری عبارت یوں ہے ''ستیہ میو جیتے نا رتیم'' جس کا مطلب ہے کہ ''سچ کی ہی فتح ہوتی ہے، جھوٹ کی نہیں''۔

آئیے معلوم کریں

سکّوں پر بنی مختلف علامتوں پر غور کیجیے۔کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نیچے دیے گئے سکّوں پر کسی علامت کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟

شکل 5.29.1: موریہ دور کے ٹھپّہ دار سکّوں کا ایک ذخیرہ

شکل 5.29.2: اشوک کا ایک ٹھپّہ دار سکّہ

اسے دیکھنا نہ بھولیں

استوپ کے مرکز میں بنے ہوئے بڑے گول گنبد کو 'انڈا' کہا جاتا ہے۔یہ کائنات کی علامت ہے اور اکثر اس کے اندر مقدس باقیات رکھے جاتے ہیں۔لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں جسے عبادت کی ایک شکل (پرَدکشِنا) سمجھا جاتا ہے۔

سلطنتوں کی کمزور نوعیت (The Fragile Nature of Empires)

آپ آئندہ گریڈوں میں ماضی میں دنیا کے دیگر علاقوں میں قائم رہی طاقت ور سلطنتوں کے بارے میں پڑھیں گے مثلاً رومی، ایرانی، عثمانی، ہسپانوی، روسی اور برطانوی سلطنتیں وغیرہ۔ان میں سے سبھی کا خاتمہ بہت پہلے ہو چکا ہے، لیکن مؤرخین آج بھی اُن کے زوال کے اسباب پر بحث کرتے رہتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

جیسا کہ ہم نے دیکھا سلطنت کے زوال کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان میں سے بعض سلطنتوں کے کچھ حصے آزادی کے لیے جدوجہد کرنے لگتے تھے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب بادشاہ کو طویل فوجی مہمات کے لیے مزید وسائل درکار ہوتے ہیں یا قحط سالی کے زمانے میں مقامی حکمرانوں پر خراج بڑھانے کا بوجھ ڈال دیا جاتا تھا۔ نتیجتاً وہ ناراض ہوجاتے تھے۔ ہاں اگر کسی طاقت ور بادشاہ کے بعد کمزور سمجھا جانے والا کوئی حکمراں تخت نشیں ہوتا تو چھوٹے راجا یا سردار موقعے کا فائدہ اٹھاکر خراج ادا کرنا بند کردیتے تھے۔ اس طرح سلطنت جتنی بڑی ہوتی، اسے سنبھالنے میں اتنی ہی دشواری آتی تھی۔ جیسا کہ سکندر کو بھی تجربہ ہوا کہ دور دراز کے علاقے سب سے پہلے سلطنت سے ٹوٹ کر الگ ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ قدرتی آفات سے پیدا شدہ معاشی بحران (مثلاً طویل خشک سالی یا سیلاب) بھی کسی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا سکتے تھے۔

اس لیے سلطنتیں ایک تضاد کا شکار رہتی ہیں۔ ایک طرف وہ سیاسی وحدت قائم کرتی ہیں، جیسا کہ موریہ حکمرانوں نے تقریباً پورے برصغیر کو یک جا کیا اور چھوٹی ریاستوں کے درمیان مقابلہ آرائی کو ختم یا کم کیا۔ ایک اچھی طرح منظم سلطنت چھوٹی اور جنگ پر آمادہ مملکتوں کے مقابلے میں زیادہ خوش حال بن سکتی تھی۔ دوسری جانب سلطنتیں کم و بیش ہمیشہ جنگ کے ذریعے قائم ہوتی ہیں اور ان کا وجود طاقت اور ظلم و زیادتی سے باقی رہتا ہے۔ یہی بات ان کی بنیاد کو کمزور کرتی اور وقت کے ساتھ انھیں غیر مستحکم کرتی ہے۔

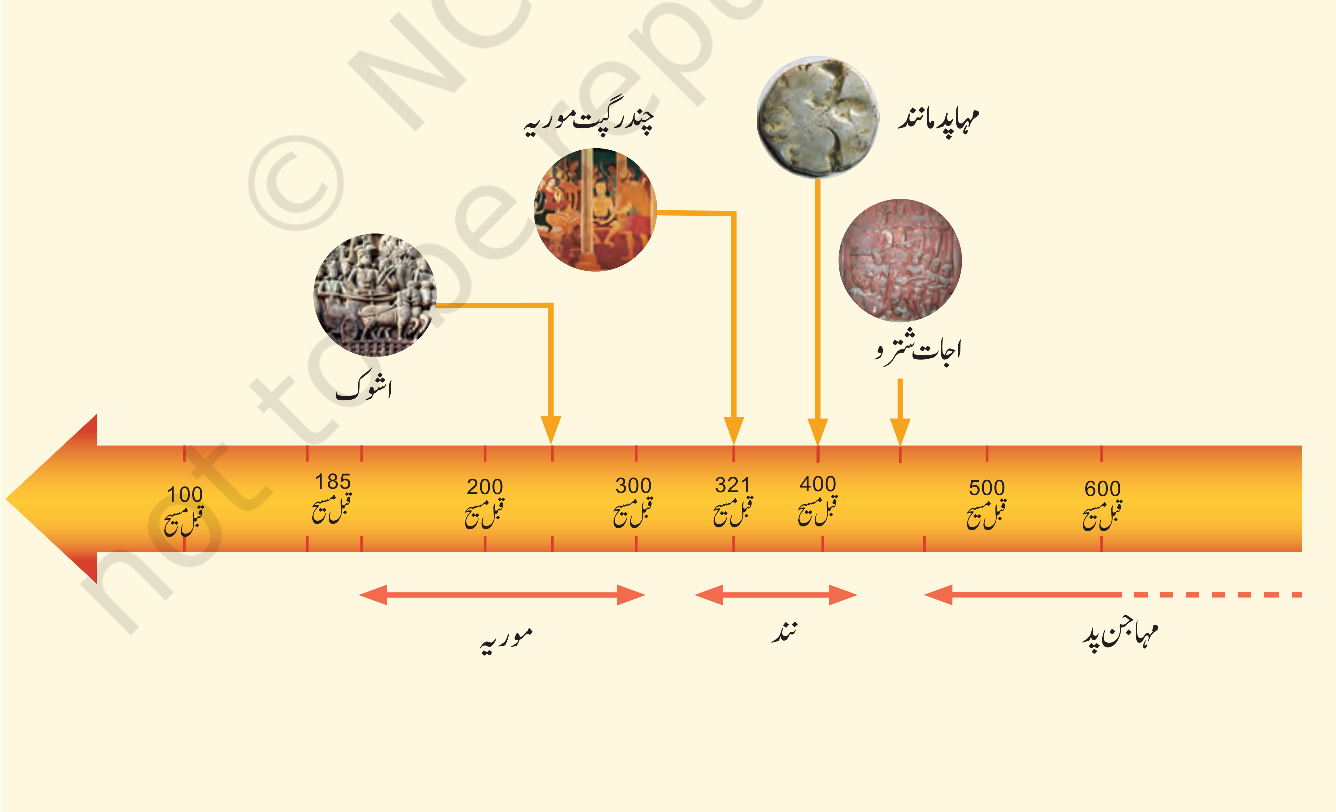

شکل 5.30

© NCERT not to be republished

اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں . . .

- ایک چھوٹی سلطنت کئی مملکتوں اور علاقوں سے مل کر بنا ایک وسیع خطہ ہوتی ہے۔ بادشاہ اپنی مملکتوں کو زیادہ شہرت، طاقت خصوصاً فوجی طاقت اور وسائل و معیشت پر قبضہ جمانے کے لیے وسعت دیتے تھے۔
- ہندوستان کی قدیم ترین سلطنتیں ان علاقوں میں وجود میں آئیں جو قدرتی وسائل سے مالامال تھے، جہاں نہروں اور دریاؤں کے ذریعے آب پاشی اور نقل و حمل ممکن تھا اور تجارت کے لیے مختلف اشیا کی پیداوار کے ذرائع تھے۔
- سکندر کی شمال مغربی ہندوستان کی مہم نے اگرچہ محدود سیاسی اثر چھوڑا، لیکن اس نے ہند۔یونانی روابط کے دروازے کھول دیے۔
- موریہ حکمرانوں نے ایک عظیم الشان سلطنت تشکیل کی جس کی وراثت صدیوں تک قائم رہی۔ اس وراثت میں تجارتی راستوں اور معاشی نظاموں کا استحکام، تجارت کے لیے سکّوں کا کثرت سے استعمال، منظم شہروں کی تعمیر اور نظم و نسق کا ایک مفصل نظام شامل تھا۔ انھوں نے فنون لطیفہ اور فن تعمیر کو بھی فروغ دیا۔
- اشوک نے اپنی حصول یابیوں کو نمایاں کرنے اور خود کو ایک مہربان و عادل حکمراں کے طور پر پیش کرنے میں گہری دل چسپی لی۔ وہ اپنی رعایا کو دھرم پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دیتا رہا۔

سوالات اور سرگرمیاں

1. سلطنت کی خصوصیات کیا ہیں اور یہ مملکت سے کس طرح مختلف ہے؟ بیان کیجیے۔
2. کن اہم عوامل نے مملکتوں کو سلطنتوں میں بدلنے میں اہم کردار ادا کیا؟
3. سکندر کو دنیا کی تاریخ میں اہم بادشاہ کیوں سمجھا جاتا ہے؟ آپ کی کیا رائے ہے؟
4. قدیم ہندوستانی تاریخ میں موریہ حکمرانوں کو اہم کیوں مانا جاتا ہے؟ اپنے دلائل پیش کیجیے۔
5. کوٹلیہ کے کچھ اہم خیالات کیا تھے؟ ان میں سے کون سے خیالات آپ آج بھی اپنے اردگرد کی دنیا میں دیکھ سکتے ہیں؟
6. اشوک اور اس کی سلطنت کی غیرمعمولی باتیں کیا تھیں؟ ان میں سے کون سی چیزیں آج بھی ہندوستان کو متاثر کرتی ہیں اور کیوں؟ اپنی رائے تقریباً 250 الفاظ میں لکھیے۔

© NCERT not to be republished

7. دیوتاؤں کا محبوب 'راجا پیہ دَسی' یوں کہتا ہے: میرے دھم (Dhamma) کے افسران رفاہ عامہ کے بہت سے معاملات میں مصروف ہیں۔ وہ تمام عقیدے کے لوگوں کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ چاہے وہ تارک دنیا ہو یا خانہ دار۔ میں نے کچھ کو بودھ مذہب، برہمنوں اور آجیوکوں کے معاملات کے لیے، کچھ کو جینیوں اور دیگر عقیدوتس کے کاموں کے لیے مقرر کیا ہے، افسروں کے کئی زمرے ہیں اور ان کی مختلف ذمہ داریاں ہیں، لیکن میرے دھم کے افسران سبھی عقیدوں کے ماننے والوں کے فلاح و بہبود میں مصروف ہیں۔

اشوک کا مندرجہ بالا کتبہ پڑھنے کے بعد کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ دیگر مذہبی عقیدوں اور مکاتبِ فکر کا احترام کرتا تھا؟ کلاس روم میں تبادلۂ خیال کیجیے۔

8. براہمی رسم الخط ایک نظام تحریر تھا جسے قدیم ہندوستان میں عام طور سے استعمال کیا جاتا تھا۔ اپنے استاد کی مدد سے اس رسم الخط کے بارے میں مزید جاننے کی کوشش کیجیے۔ ایک مختصر پروجیکٹ تیار کیجیے اور جو کچھ آپ نے براہمی کے بارے میں جانا ہے، اسے تحریر کیجیے۔

9. فرض کیجیے کہ آپ کو تیسری صدی ق م میں کوشامبی سے کاویری پٹّنم تک کا سفر کرنا ہو۔ آپ یہ سفر کس طرح کریں گے اور مناسب قیام و آرام کے ساتھ یہ سفر کتنے دنوں یا مہینوں میں مکمل ہوگا؟

© NCERT not to be republished

نوڈلس
Noodles

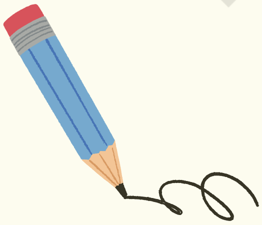

*’نوٹس‘ (Notes) اور ’ڈوڈلس‘ (Doodles) کو ملا کر ’نوڈلس‘ ہمارا مخفف بنا ہے!

© NCERT
not to be republished